Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 33, Sr.No.87, 2012, pp 45 - 52

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۳، اپریل۔ جون ۲۰۱۲ء، شمارہ ۸۷

رائے زادہ دونی چند کی غیر مطبوعہ مثنوی وامق وعذرا

ڈاکٹر محمد ناصر☆
ڈاکٹر محمد صابر☆☆

Abstract:

Duni Chand Raizadeh alias Bali was a Persian poet and historian who lived in 12th century A.H. No information is available about him from external sources. According to his own statement recorded in Kaigouhar Nameh, he was the son of Meghraj and his father died when he was only seven years old. His book on the Dynasty of Ghakkars, Kaigouhar Nameh, was compiled, edited and published by Dr Muhammad Baqir but his 18 Mathnawis were left unpublished. One of those 18 mathnavis, the famous story of Madhunal & Kam Kandla has been edited over here which truely reflects his mastery over Persian language and poetry.

Key words: Sub-continent's Persian poetry, 12th century AH, Duni Chand Raizadeh, Madhunal & Kam Kandla .

برصغیر پاک وہند میں فارسی زبان وادب کی جڑیں بے حد گہری ہیں۔ بالخصوص اسلامی عہد میں فارسی، برصغیر کی مقامی زبانوں پر بھی حاوی رہی اور اسے سرکاری سطح پر غیر معمولی سرپرستی میسر آئی۔ جس کے نتیجے میں صدیوں پر پھیلے طویل عرصے تک فارسی زبان وادب نے برصغیر کی اشرافیہ کی تہذیبی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جامعہ پنجاب، لاہور
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جامعہ پنجاب، لاہور

علامت کے طور پر فروغ پایا۔ لیکن یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ مسلمانوں کے دورِ عروج میں غیر مسلم ادیبوں اور شاعروں نے بھی فارسی زبان وادب کی ترویج میں اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کیا۔(۱) فارسی نہ صرف مغلوں کے دربار کی سرکاری زبان رہی ہے بلکہ سکھوں نے بھی پنجاب میں اپنے پچاس سالہ دورِ حکومت میں اسے سرکاری ودرباری زبان کی حیثیت دیے رکھی۔(۲)

برصغیر میں مسلمانوں کے عہدِ زوال میں بھی مسلمان ادیبوں اور شاعروں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم سخنوروں نے فارسی سے وابستگی برقرار رکھی۔ اسی عہد کا ایک نامور شاعر، ادیب اور تاریخ نگار، فرزند پنجاب و پوٹھوہار دونی چند رائے زادہ ہے، جو بالی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ بارہویں صدی ہجری کے اس شاعر اور مورخ کے والد کا نام رائے زادہ میگھر اج تھا۔ دونی چند بچپن ہی میں باپ کی شفقت سے محروم ہوگیا۔(۳) لیکن بچپن ہی میں، اس نے علوم حرب کے ساتھ ساتھ علمِ موسیقی میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ اسے سیر وسیاحت کا بھی بے حد شوق تھا اور اس کے ساتھ ساتھ طبابت سے بھی شغف رکھتا تھا۔ بلکہ بعض روایات کے مطابق باقاعدہ مطب بھی کرتا تھا اور مریض اس کے ہاتھوں سے شفا بھی پاتے تھے۔(۴) لیکن جلد ہی اس نے یہ شغل ترک کر دیا اور سلطان دلاور خان گکھڑ (دورۂ حکومت ۱۱۱۷۔۱۱۳۹ھ) کی خدمت میں آ گیا اور درباری منشی کے طور پر خدمات انجام دینے لگا۔ کہتے ہیں کہ مدار المہام کی دشمنی اور اپنی کسی خطا کے سبب معزول ہوا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ کئی برس بعد رہائی نصیب ہوئی تو بغداد کا رخ کیا اور بارہ برس اسی سرزمین میں بسر کر دیے۔ بعد ازاں اپنے وطن پوٹھوہار لوٹ آیا۔(۵) سیر وسیاحت کا شوق تو بچپن ہی سے تھا، پس ایک بار پھر پنجاب کی سیر کو نکل پڑا اور ملتان، گجرات اور سیالکوٹ سے گزرتا ہوا ریاست جموں تک جا پہنچا۔(۶) اور ریاست جموں کے راجہ کے دربار تک رسائی حاصل کر لی۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ریاست جموں کے حکمرانوں کی دلیری اور بہادری کے قصے سنائے جا رہے تھے تو دونی چند کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنے ممدوحین یعنی گکھڑ خاندان کی شجاعت کی داستان سنانا شروع کر دی۔ چونکہ وہ خود کو اسی خاندان کا پروردہ اور نمک خوار گردانتا تھا۔ راجۂ جموں کے درباریوں نے اس کے دعوؤں کے اثبات کے لیے گکھڑ خاندان کی شجاعت پر کہے گئے اشعار کا تقاضا کیا، اس پر دونی چند نے چند ہی روز میں پوٹھوہاری زبان میں گکھڑ خاندان کا منظوم شجرۂ نسب راجۂ جموں کو بھجوا دیا اور خود فارسی زبان میں کیگوہرنامہ لکھنے میں مشغول

ہوگیا۔ یہ کتاب ۱۱۳۷ھ میں مکمل ہوئی۔ (۷)

دونی چند کے حالات زندگی کے بارے میں محدود معلومات ملتی ہیں، جن کا بنیادی ماخذ خود اسی کی تصنیف کیگو ہرنامہ ہی ہے۔ دونی چند کی وفات کے بعد اس کے بیٹے رائے زادہ برجناتھ اور بعد ازاں اس کے پوتے رائے زادہ رتن چند نے مذکورہ کتاب میں اضافات کیے۔ بعد ازاں ایک اور مصنف عزت رائے نے بھی کتاب میں چند اضافے کیے۔ یہ کتاب ڈاکٹر باقر کے زیر اہتمام پنجابی ادبی اکادمی لاہور سے زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ (۸)

ڈاکٹر محمد باقر نے کیگو ہرنامہ کی تصحیح و تدوین کرتے ہوئے درج ذیل چار مخطوطات کو پیش نظر رکھا۔ (۹)

۱۔ مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، انگلستان

۲۔ مخطوطہ برٹش میوزیم لندن، انگلستان

۳۔ مخطوطہ ذاتی کتابخانہ محمد گلزار خان

۴۔ مخطوطہ ذاتی کتابخانہ غازی الدین حیدر

دلچسپ امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا چار مخطوطات جو ڈاکٹر محمد باقر کے پیش نظر رہے، کے علاوہ جامعۂ پنجاب لاہور کے مرکزی کتب خانہ میں اسی کتاب کے پانچ دیگر مخطوطات مجموعۂ آذر میں موجود ہیں۔ (۱۰)

ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی تحقیق کے مطابق مذکورہ پانچ مخطوطات ڈاکٹر محمد باقر کے زیر پیش نظر نہیں رہے۔ (۱۱) یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جامعہ پنجاب کے پانچ مخطوطات میں سے دو مخطوطے بہ شمارہ H-55 اور H-112 دیگر مخطوطات کی نسبت زیادہ تفصیلی ہیں۔ اور ان دو مخطوطات میں منثور تاریخ کے ساتھ ساتھ بعض دلچسپ فارسی مثنویاں بھی رائے زادہ دونی چند کے شعری ذوق اور مہارت کے ثبوت ہیں۔ جبکہ دیگر تین مخطوطات میں کوئی بھی مثنوی درج نہیں ہے۔ مذکورہ دو مخطوطات میں درج فارسی مثنویوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

تعریف قلم، در صفت کاغذ، در شکوہ و شکایت فلک، حکایت یوسف و زلیخا، قصۂ لیلی و مجنون، قصۂ شیریں و فرہاد، قصۂ وامق و عذرا، قصۂ رسالو و کوکلا، قصۂ سسی و پنوں، قصۂ ہیر و ماہی، قصۂ مرزا

وصاحبہ، قصہ بون وجلال، قصہ سوہنی ومہینوال، قصہ مادھونل وکام کندلا، قصہ سورتھ وبیجا، قصہ رود وجلالی، قصہ مصری وماہی وقصہ باغ این جہان۔

داستان وامق وعذرا

وامق وعذرا کی داستان کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ شاہزادہ وامق نے ایک رات خواب میں ایک حسین لڑکی کو دیکھا اوراس کے عشق میں گرفتار ہوگیا۔ وامق کے والدین اس کی پریشان حالی کو دیکھ نہ پائے اور دلجوئی کے لیے شہزادے کو شکار پر بھیج دیا تاکہ عشق کا بھوت اس کے سر سے اُتر جائے، لیکن وامق کا دل ان حیلوں سے بہلنے والا نہ تھا۔ اس نے تاج وتخت کو ٹھوکر ماری اوران دیکھی محبوبہ کی تلاش میں صحرا کا رخ کیا۔ بالآخر بے چارگی کے عالم میں سرزمین کشمیر جا پہنچا، جہاں اس کی ملاقات خوابوں کی شہزادی عذرا سے ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے کی محبت کے اسیر ہوگئے۔ عذرا اس کو باغبان کے بہروپ میں اپنے گھر لے گئی، لیکن جلد ہی دونوں کو باغ میں اکٹھے دیکھ لیا گیا۔ جس کے نتیجے میں عذرا کی شادی زبردستی اس کے چچا کے بیٹے سے کردی گئی، لیکن یہ بے جوڑ رشتہ جلد ہی ٹوٹ گیا۔ وامق نے ناامید ہوکر اسی باغ کے ایک گوشہ میں خودکشی کرلی۔ عذرا کو معلوم ہوا تو اس نے اسی مقام پر پہنچ کر اپنی زندگی کا بھی خاتمہ کرلی، اور یوں عاشق ومعشوق دردناک انجام کو پہنچے۔

خلاصۂ مثنوی وامق وعذرا

رائے زادہ دونی چند نے اس مختصر مثنوی میں داستان وامق وعذرا کی تفصیلات کو درج کرنے سے گریز کیا، اور محض وامق وعذرا کی باغ میں ملاقاتوں کو موضوع سخن بناتے ہوئے عذرا کی دلکشی و دلربائی کا ذکر کیا ہے، اوراس ضمن میں عمدہ تشبیہات کا سہارا لیا ہے۔ وہ کہیں عذرا کو گلرخ کہہ کر پکارتا ہے، اور کبھی اس کے رخسار کو گلشن قرار دیتا اوراس کو شمشاد قد گردانتا ہے، جس کو دیکھ کر سرو بھی پیچ وتاب کھاتا ہے۔ جب وہ چمن میں محوِ گفتگو ہوتی ہے سبھی پھول اور کلیاں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ اس کی زلفیں سنبل کی طرح ہیں اوراس کے دہن سے خود دلکشی، حُسن مستعار لیتی ہے۔ اس کے لب گویا لعل ہیں جس کے سبب گلِ لالہ، داغدار ہے۔ شراب کی مستی اس کی عطا کردہ ہے۔ سیب ذقن گویا آسیب جان ہے اور وہ خود اس جہان کے لیے بلائے جان ہے۔ وامق اس کی نرگسی آنکھوں کو دیکھتا ہے اور حیران رہ جاتا ہے۔ وہ سینۂ صحن میں کانٹے بوتا اور غنچہ کی طرح خون جگر پیتا ہے۔ ان کی

گفتگو اب ایک افسانہ بن چکی ہے۔ عاشق کی زندگی عشق ہی ہے۔ سود و زیاں سے اس کو کوئی سروکار نہیں۔ دلباختہ لوگ ہی عمرِ جاوید سے حصہ پاتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ کب تک لباس پہنے رہو گے، غوطہ لگاؤ کہ موتی تمہارے ہاتھ لگے۔ صبا کی طرح صبح خیز ہو جاؤ، اور زلفوں میں مشک افشانی کرو۔ وہ درخت جو بے برگ و بار ہوتا ہے، گویا بخلِ دل کے سبب زیرِ بار ہوتا ہے۔

قصہ بی صبر و شکیبا وامق و عذرا کہ بہ زیبائی و رعنائی دلربا بودند (۱۲)

مشاطهٔ قلم به زر نگاری — غازه بکشد باستواری
بر چهرهٔ گلرخان زمانه — بودند همه چو دُر یگانه
عذری به جهان و عذار گلشن — از عارضِ خود نمود روشن
شمشاد قدش چو گشت بنیاد — صد سرو به باغ کرد آزاد
چون داد به قامت از قدم داد — هر سرو به پیچ و تاب افتاد
در گُل چمنی چون گفتگو شد — سوسن همه تن ثنای گو شد
چون سنبل زلف برمیانش — پسته شد پست از دهانش
از لعل لبش به لاله داغ است — می مست همیشه در ایاغ است
سیب ذقنش آسیب جان بود — یك جان چه بلایی در جهان بود
وامق به دو دیده همچو نرگس — حیران شده بود خبر هر کس
صد خار به صحن سینه بُردی — خون ناب جگر چو غنچه خوردی
افتاد به گفتگو حکایت — در دست غریب چون روایت
در مدرس نسخه و کتابی — در دفتر عاشقان حسابی
عاشق که به عشق زنده جان است — از سود و زیان جهان امان است
از دل شده گان بر آرامید — تا بهره خوری ز عمر جاوید
تا چند به جامهٔ لباسی — غواصی کن که دُر شناسی
شو همچو صبا به صبح خیزی — همدست به زلف مشك ریزی
نخلی که به غیر برگ و بار است — از بخل دلی به زیر بار است

فنی خصائص وصنائع بدائع:

بیت۲۔ گلرخ: تشبیہ بلیغ

بیت۳۔ عذار گلشن: تشبیہ بلیغ

بیت۴۔ شمشاد قد: تشبیہ بلیغ

بیت۴۔ سرو: تجسیم

بیت۶۔ سوسن: تجسیم

بیت۷۔ زلف: مشبہ، سنبل: مشبہ بہ، چو: ادات تشبیہ

بیت۷۔ پست، پستہ: جناس ناقص

بیت۸۔ لعل لب: تشبیہ بلیغ

بیت۸۔ می: تجسیم

بیت۹۔ سیب ذقن: تشبیہ بلیغ

بیت۹۔ جان، جہان: جناس ناقص

بیت۱۰۔ دید: مشبہ، نرگس: مشبہ بہ، ہمچو: ادات تشبیہ

بیت۱۱۔ صحن سینہ: تشبیہ بلیغ

بیت۱۱۔ غنچہ: تجسیم

بیت۱۳۔ مدرس، نسخہ، کتاب، حساب، دفتر: مرآۃ النظیر

بیت۱۴۔ سود و زیاں: صنعت تضاد

بیت۱۴۔ جان، جہان: جناس ناقص

بیت۱۴۔ جان، زیان، جہان، امان: تکرار مصوت ''ا'' وصامت ''ن''

بیت۱۷۔ صبا: تجسیم

بیت۱۸۔ نخل، بخل: جناس ناقص

بیت۱۸۔ مصرعۂ اوّل: برگ و بار، مصرعۂ دوم: زیر بار: ''بار'' جناس تام، درمصرعۂ اوّل بہ معنای ''میوہ'' ودرمصرعۂ دوّم بہ معنای ''وزن''

حواشی و منابع:

۱۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی تصنیف ''فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ'' اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب فارسی میں ترجمہ ہو کر تہران شائع ہو چکی ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے۔
دیکھئے: سید عبداللہ (۱۹۹۲ء) ادبیات فارسی درمیان ہندوان، مترجم دکتر محمد اسلم خان، بار اوّل، بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران۔

۲۔ سکھوں نے اپنے دورِ حکومت میں فارسی کی اہمیت کو برقرار رکھا۔ اس دور کے تمام فرامین، سرکاری مراسلے اور گزارشات فارسی زبان ہی میں لکھی جاتے رہے۔ حکومت پنجاب کے شعبۂ آرکائیو میں سکھ عہدِ حکومت کے روزنامچے ''اخبارِ دربار'' کے زیرِ عنوان محفوظ ہیں۔ یہ غیر مطبوعہ دستاویزات ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۲-۵۳ء تک کے حالات و واقعات پر مستند اور معتبر معلومات کے بنیادی ماخذ ہیں۔

۳۔ دونی چند کے حالاتِ زندگی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے:
Baqir Muhammad, (1965), Kaigauhar Nameh, Punjabi Adabi Academy, Lahore.

۴۔ اس بارے میں مزید جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیے:
احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۵۔ Baqir Muhammad , (1965) Kaigauhar Nameh (p 7)

۶۔ اسماعیل پور، (۲۰۰۱ء)، کیگوھر نامہ، مشمولہ دانشنامہ ادب فارسی در شبہ قارہ، جلد چہارم، بہ اہتمام حسن انوشہ، بار اوّل، سازمان چاپ وانتشارات وزارت فرھنگ و ارشاد واسلامی، تہران، ایران، صص ۲۰۹۵-۹۶۔

۷۔ احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۸۔ پنجابی ادبی اکادمی نے ڈاکٹر محمد باقر کے انگریزی مقدمے کے ساتھ ۱۹۶۵ء میں لاہور سے شائع کیا۔

۹۔ Baqir Muhammad, (1965), Kaigauhar Nameh

۱۰۔ کیگوہر نامہ کے یہ پانچ مخطوطات مجموعۂ آذر میں بہ شمارہ H,52، H-53، H-54، H-55 اور H-112 میں محفوظ ہیں۔ دیکھیے:

نوشاہی، خضر عباس (۱۹۸۶ء) فہرست نسخہ ھای خطی فارسی کتابخانۂ دانشگاہ پنجاب لاہور ''گنجینۂ آذر''، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد.

۱۱۔ احمد، ظہور الدین (۱۹۷۶ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۹۰ء) پاکستان میں فارسی ادب، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۱۲۔ مخطوطہ H-112 کو بنیادی متن اور مخطوطہ H-55 کو نسخۂ بدل قرار دیا گیا ہے۔

کتابیات:

- اسماعیل پور، محمد (۱۳۷۵ش) کیگوھر نامہ؛ دانشنامۂ ادب فارسی در شبہ قارہ، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تھران.
- سید عبداللہ (۱۳۷۱ش) ادبیات فارسی درمیان ہندوان؛ مترجم دکتر محمد اسلم خان، موقوفات دکتر محمود افشار، تھران.
- ظہور الدین احمد (۱۹۹۰، ۱۹۸۵، ۱۹۷۷ء) پاکستان مین فارسی ادب، ج ۵، ۴ و ۳، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور.
- منزوی، احمد (الف) (۱۹۸۷ء) فہرست مشترک نسخۂ خطی فارسی پاکستان، جلد ھشتم، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد.
- ایضاً (ب) (۱۹۸۷ء) فہرست مشترک نسخۂ خطی فارسی پاکستان، جلد دھم، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد.
- نوشاہی، خضر عباس (۱۹۸۶ء) فہرست نسخہ ھای خطی فارسی کتابخانۂ دانشگاہ پنجاب لاہور ''گنجینۂ آذر''، مرکز تحقیقات فارسی
ایران و پاکستان، اسلام آباد.

. Duni Chand Raizadeh (1965) Kaigohar Nameh, Edited by Muhammad Baqir, Punjabi Adabi Academy, Lahore.